1187

ی

ں گڈھ

کلکشن

(سکینہ)

إنَّ مِنَ الشِّعرِ الحِكمَة

موتیوں میں جو چمک ہے اور صفائی دیکھئے کیا غرض غواص سے در کی اٹھائی دیکھیے
چھوڑیے اس بات کو کس منہ سے نکلی ہے یہ بات بات کی سادگی صفائی اور بھلائی دیکھئے

سلک مروارید

از

مولوی حافظ حکیم محمد حسین خانصاحب سابق طبیب سرکار بروڈہ
ابن
جناب ضامن حسین خانصاحب مرحوم و مغفور رئیس
بابوپور

تہدیہ

میں اپنے ان خیالاتِ پریشاں کو
جذباتِ خلوص و محبّت کے ساتھ
اپنے افرادِ ملت کے نام معنون
کرتا ہوں۔

(حافظ) محمد حسین

مقدمہ

حکیم حافظ محمد حسین خاں صاحب مصنف "سلک مروارید" کا شمار ان چند نفوس قدسیہ میں ہے جو حقیقتاً دین کیلئے پیدا ہوئے۔ دین کیلئے مر مٹ گئے اور جنہوں نے دنیا کے جھگڑے بکھیڑوں میں پھنس کر بھی دنیا سے کوئی واسطہ نہ رکھا۔ اور دنیا طلبی کی خواہش دل میں جاگزیں نہ ہونے دی۔

حکیم صاحب موصوف کا وطن بابو پور ضلع سیتاپور ہے۔ آپ یہیں پیدا ہوئے اور اب تک وہیں قیام ہے۔ پیدائش کی تاریخ تو کسی طرح معلوم نہ ہو سکی مگر اسوقت انکی عمر ۶۶ اور ۷۰ کے درمیان ہے۔ طفولیت کے ایام کیونکر گزرے؟ اسکا اندازہ صرف اس سے کیا جا سکتا ہے کہ زندگی کی پرخار وادی میں قدم رکھتے ہی حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ پرانے دستور کے موافق تعلیم کے ابتدائی مراحل گھر ہی کے مکتب میں طے ہوئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ فارسی کی تکمیل مکان ہی پر ہوئی۔ اور اس کے بعد علوم عربیہ کی تحصیل کیلئے فتحپور اور لکھنؤ میں قیام رہا۔ لکھنؤ میں حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا۔ طلاب انکے خرمن علم ادب کی خوشہ چینی باعث فخر و مباہات سمجھتے تھے۔ حکیم صاحب جیسے تشنۂ علم بھلا اس موقع پر کیوں چوکتے۔ استاد یگانہ کے حلقۂ درس میں شرکت کی عزت حاصل کی مگر افسوس ہے کہ اتفاقات زمانہ نے مجبور کر دیا اور حکیم صاحب تکمیل کی سند رسماً حاصل نہ کر سکے۔ 'کام جو رک گیا رواں نہ ہوا' کے اصول کے موافق خیال تو یہ تھا کہ حکیم صاحب کی علمی گاڑی

جو یکایک چلتے چلتے رک گئی ہو اور کبھی منزل مقصود کو نہ پہونچ سکی۔ مگر حیرت ہوتی ہے کہ سلسلہ تعلیم کے ترک کر دینے کے بعد بھی آپ ہمیشہ طالب علم ہی رہے۔ اور اب بھی پیری کے زمانہ میں اُن کا ذوق طلب جوان ہے۔ اور اپنے شغف کیلئے علموں میں علم بھی وہ چھانٹا کہ جس پہلی دفعہ اٹھی نظر انتخاب کی۔ یعنی علم دین کہ جسکو جناب مرتضوی نے بہترین علم ارشاد فرمایا ہے۔ اس کارگاہ ہستی میں تمہ دنیوی کیلئے بھی ہر شخص کوئی نہ کوئی مشغلہ تلاش کرتا ہے۔ چنانچہ ہمارے ممدوح نے بھی اس غرض کیلئے ۱۴ برس کی عمر میں علم طب کی طرف توجہ کی۔ اسوقت اکناف ہند میں حکیم عبد العزیز صاحب (جھوائی ٹولہ لکھنؤ) کی حذاقت اور مہارت فن کا ڈنکا بج رہا تھا۔ لہذا انہیں کے سامنے زانوے ادب تہ کیے گئے۔ اور مدرسہ طبیہ جھوائی ٹولہ الموسوم بہ تکمیل الطب کے آپ ہی سب سے پہلے طالب علم تھے۔ حکیم عبد العزیز صاحب مرحوم اپنے شاگرد پر ہمیشہ مہربان رہے۔ اور انکی ذہانت۔ طلب صادق اور ذوق علمی کے معترف۔ چنانچہ جب ہز ہائنس جناب مہارانی صاحبہ برودہ (گجرات) دام اقبالہا لکھنؤ میں رونق افروز ہوئیں اور انھوں نے حکیم صاحب مرحوم سے اپنے ہمراہ لیجانے کیلئے ایک طبیب کی خواہش کی تو انکی نظر انتخاب اپنے ارشد تلامذہ میں سے آپ ہی پر پڑی۔ اور حسب ایما جناب حکیم صاحب مرحوم آپ برودہ تشریف لے گئے۔

دربار برودہ میں بحیثیت طبیب خاص کے آپکا قیام تقریباً ۱۳ برس رہا۔ اس مدت میں آپنے خدمت شاہی میں رسوخ بھی حاصل کیا اور عزت بھی۔ سرکار آپکی خدمات سے خوش بھی رہے اور مہربان بھی۔ مگر سب سے زیادہ جو امر ہمیں متحیر اور ششدر بنا دیتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ

بادشاہوں کا تقرب حاصل کرکے خودی اور خودداری میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ دنیا طلبی اور جاہ طلبی کا مادہ نشوونما پاتا ہے۔ ہمارے ممدوح پر اس تقرب اور رسوخ کا الٹا اثر پڑا۔ آپکے دل میں ترک دنیا کے خیالات آنے لگے۔ آخرکار یہ سند راست آیا اور پانی سر سے گذر گیا آپکو پنشن بھی مل گئی اور آپ خانہ نشین ہوگئے۔

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر　　ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

یہ شعر آپ ہی پر صادق آیا بچپن سے دین کے والہانہ شیدا ہیں۔ امتداد زمانہ کیساتھ یہ ذوق بڑھتا رہا۔ اس پر ہمیشہ علماء و صلحا و زہاد و عباد کی صحبت نے اور چار چاند لگا دیے مولانا فضل الرحمن صاحب جیسے رہبر طریقت نصیب ہوئے۔ دنیا سے بیزار ہونے اور دین کے ہو رہنے کے لیے اور کیا چاہیے۔

دینداروں کے دلوں میں ہمیشہ اپنی ملت کا درد ہوا کرتا ہے حکیم صاحب بھی اس سے خالی نہیں اور اس دور الحاد میں ابناء ملت کی پستی، زبون حالی اور دین سے لاپرواہی دیکھ دیکھ کر کڑھتے رہتے اور کڑھتے ہیں دل میں اسلام کا ایک جوش ہے اور درد ہے اسی جوش سے متاثر ہوکر آپ نے کئی کتابیں اور رسائل نثر میں لکھے ہیں۔ یہ قطعات جو بطرز رباعی لکھے گئے ہیں حکیم صاحب کے اسی جوش قلبی کا نتیجہ ہیں اور انکے جذبات درد کے آئینے۔ ان میں موصوف نے عبرت و بصیرت کے درس بھی دیے ہیں۔ پند و نصائح کے موتی بھی بکھیرے ہیں۔ افراد ملت کی فراخ دستگی پر جا بجا نوحہ خوانی بھی کی ہے اور اصلاح و فلاح کے راستے بھی دکھائے ہیں۔ آخر میں ایک نہایت پر اثر کیفیات اور جذبات سے لبریز مناجات بھی ہے جسکے ایک ایک شعر میں خشوع و خضوع کا دریا موجزن ہے جو آپکے درد دل کا

تصانیف:- (۱) لمعۃ النبی۔ سیرت رسول مقبول صلعم۔ ایک جوش عقیدت کے ایک عالمانہ انداز سے لکھی ہے۔ (۲) بیکسی عقیدہ ... کی ترغیب دلائی ہے اور ... کے جذبات کا ... کھینچا ہے۔ (۳) تسہیل العقائد۔ (۴) ثبوت التقدیر۔ (۵) الاسلام والتوحید۔ ۱۲

پورا پتہ دیتے ہیں۔ داد و ستائش کی نہ مصنف کو خواہش ہے نہ تمنا کسی کو ان سے فائدہ پہونچے - یہی
مصنف کی جگر کاوی کی سب سے بڑی داد ہوگی۔ شعر کی تاثیر مسلم ہے اور یہ اکثر حزن و افسردگی
اور جوش و نشاط کے جذبات کو ابھارتا ہے نیز تجربہ شاہد ہے کہ پند و نصائح کے خشک مضامین نظم ہی کے
سانچے میں ڈھلکر کچھ دلچسپ بن سکتے ہیں پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص جب اپنے جوش دلی کا اظہار
کرتا ہے اور اس سے جب یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ دوسروں کے جذبات متاثر ہوں تو وہ اکثر نظم کے آلہ
سے کام لیتا ہے۔ مولانا حالی نے اپنے دیوان کے لاجواب مقدمہ میں ایک مثال دی ہے کہ ایتھنز کے مشہور مقنن
سولن نے جب اپنے اہل وطن کو میگارا والوں سے لڑائی پر آمادہ کیا جو آخر الذکر سے پیہم شکستیں کھا کھا کر پست
ہمت ہو گئے تھے۔ اور لڑائی کا نام بھی لینا نہیں چاہتے تھے۔ تو اس نے اسی آلہ سے کام لیا۔ اور انکے مردہ دلوں
میں از سر نو جوش بھر دیا۔ شاید یہی وجوہ ہیں جو حکیم صاحب نے بھی اپنے خیالات کے اظہار کیلئے نظم کو پسند فرمایا
ورنہ شعر و سخن سے انھوں نے کبھی دلچسپی نہیں لی اور شاعری سے انکو بالکل لگاؤ نہیں حیرت ہے کہ شاعری سے
اسقدر بیگانگی پر بھی حکیم صاحب اپنے واردات قلب کو نہایت خوبی و صفائی کیساتھ نظم کرنے پر قادر ہوگئے
پھر بھی حکیم صاحب شاعری کا ادعا نہیں کرتے اور انکی خواہش ہے کہ انکے اشعار کی شعریت اور
دیگر شاعرانہ خوبیوں اور برائیوں پر نظر نہ کیجائے بلکہ محض خیالات سے سروکار رکھا جائے۔ ان کی
یہ بھی خواہش ہے کہ ؎

موتیوں میں جو چمک ہے اور صفائی دیکھئے — کیا غرض غواص سے دُر کی بڑائی دیکھئے
چھوڑ دیجئے اس بات کو کس منہ سے نکلی ہے بات — بات کی ساری بُرائی اور بھلائی دیکھئے

آفتاب منزل۔ بابو پور سیتاپور
۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء

محمد اسعد
(بی۔ اے۔ علیگ)

عرض حال

تمہاری تشویشِ بیماری مرے سے یہ کم کر رہا ہوں عذر اس کے آنے کا

کہ ہم سب بندے ہیں جو مسلماں وہ دو دن شبِ رب کے بتائے ہیں

ہوائے حرب سے فلسفی کی ٹھوکروں میں کٹی ہی راہی بچھن کی یا

مع ناقصاً لگی یہ ہمارے ہوں سے گویا آئی کسی یار سے آئے ہیں

عجب یہ بادی ہیں آج کل سے نماز چکی ہے اور مہ نرو زہ

بتا کہ کون ہیں یہ جو مونوں سے کہ قوم کو حضرت سکھا رہے ہیں

نشاں سے ناحق کی کو نا آشنا سے کالا منشیار دکان تجھ

یہاں کی باتیں یہ اسی اتنا سے بتیں آپ کی کو سناتے ہیں

(حافظ) محمد حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً

چاہتا ہوں میں اے خدا دائم
رہے ایمان کو ترقی قائم
رنگ توحید میں لگے ایسا رنگ
کہ ازل وقت امر ہو لائم

اے خدا نیست سب ہیں تو ہی ہست
یاد آتا ہے مجھے روز الست
بادۂ معرفت سے کر سرشار
تا قیامت رہا کروں میں مست

ہوا ہے جس سے عالم پناہ
ہوئے بالکس ناخدا کی نگاہ
اے خدا بس تو سہارا ہے
قہر سے اس کے مانگتا ہوں پناہ

علی

ہے میں وہ زینت میں تو ہے
قرب میں تیرا ذکر ہے میں تو ہے
پنجتن سے قدم رکھا ہے دوزخ
خلد میں وہ بہشت میں تو ہے

سے قیامت میں دوزخ جب ہل من مزید کہتی ہوگی اسوقت اللہ تعالی جب اپنا قدم دوزخ پر رکھیگا وہ ساکت ہو جائے گی ۔

شعر

ہے ہمارے نبی کی شان عظیم

ہیں غلام اُن کے سب رحیم و کریم

آپ کا وصف کیا کرے کوئی

حق نے خود دی ہے آپ کو تعلیم

شعر

احمد مجتبیٰ رسول خدا

ان ہی سے ہم ان سے حق کا پتا

یہ جو پیغام انصاف کا آج ملتا ہے

آ کے جاتے ہوں نہ در در در را

نعت

قطعہ

آدمی ان کو سمجھنا کہ جو
بیٹھا جو تعظیم سے دو ہم ان کو اٹھے
بیٹھتے ہیں جو اٹھ کے اور ان سے
بیٹھ جاوے یہی چال انسان کے آگے

قطعہ

جو تواضع سے سر جھکاتے ہیں
ان کو دلوں میں سب اپنا پیارے دیتے ہیں
تن کے چلتے ہیں جو بہ راہ غرور
اک نہ اک دن وہ منہ کی کھاتے ہیں

تواضع

۹

اہل دیں کا نہیں یہ ہرگز کام
وہ زنا ہو کہ چوری و ظلم عام
کذب و غیبت سے تو ہے بڑا الزام
بچیں ہم سے یہی بہت ہیں ان کے کام

۱۰

قرض کرتے ہیں جو خدا کا ادا
جن کو دیتے ہیں والدین دعا
کھاتے ہیں جو رزق عمر بھر ہیں بجا
نا خدا سے کبھی نہیں ہیں جدا

اعمال حسنہ و اخلاق عظیمہ

قطعہ

جو سعادت کو اختیار کرے
خلق خود اس پہ دل نثار کرے
پر کسی کو وہ واسطے بھی اپنے
نہ کبھی اوروں زینہار کرے

راستی

قطعہ

راستی پاک صاف ہے اک چیز
راستی راستباز کو ہے عزیز
حق و باطل میں کس قدر ہے فرق
اس کی انساں کو چاہیے تمیز

١٢

ارباب کرم لطف کیا کرتے ہیں
ہر کام وہ با صدق و صفا کرتے ہیں
وعدے سے نہیں ہٹتے کبھی ان کے خلاف
وعدہ جو کرتے ہیں وفا کرتے ہیں

ایفاء عہد

١٣

سچی ہر بات کہے بے کم و کاست
اس کی کا نتیجہ سب ہی راست
جھوٹ نے ملک کو کیا ہے تباہ
اچھا ہے راست سے خدا کا راست

قطعہ

نیک انجام ہے یہ قول ہے یاد
جو بوتا ہے گر دنیا میں کر
بوئے گا جو وہی تو کاٹے گا
تخم بد کا ہمیشہ پھل ہے بد

تخم بد کا ہمیشہ پھل ہے بد

قطعہ

نیک ہو کوئی یا کہ ہو کوئی بد
نہ کرو تم برا ارادہ حسد
ہے یہ اچھا کہ تم کرو نیکی دائم
نیک یا بد کسی سے نہ ہو کار رد

نیکی و بدی

قطعہ

آدمی کی نشانیاں ہیں چند
نہیں کرتے ہیں عاقل ان کو پسند
عیب بینی و [illegible] بینی یاوہ گوئی
بچتے ہیں بخل سے بھی دانشمند

قطعہ

مال و دولت کی خواہش ہیں فضول
بوالہوس زر کے واسطے ہیں ملول
کیوں نہ ہو فطرتِ بشر ہی یہ
حق نے اس کو کہا ظلوم و جہول

حرص و طمع

وله

جو تکلف سے جلے اے روشنی
بات اپنی بن کر سے کھوئی
کام ہر ایک دو بیشتر ہے دل ان ان
در ہی غفلت ان کی جو بات ہوئی

تمت

قطعہ

وہاں ادوئی کا ہے ادب ہر کس ہے کوئی سبب
از رہ ہے بہانہ ہے ہم غیر ہے
سب ہے یہ ہم کر جو جیو جاوداں بہ
بہ ہر ایوان نادر ان اللہ تو نور ان سادہ ب

بیت

اندھاں نوں جو دیکھا کو دینا سے

اندھاں نے جا ڈوکے کہ کوہ پایا سے

اخلاق حمیدہ سے جا پایا حال نہ

ایسا کر بیٹا جو سب کوہ پایا سے

بیت

بخیل داری سے شکل کیا ہوں

زور بازو سے تیغ میر کیا دی

ویکھیاں آگ سے چلوں کی کرے

بچی بہادری اور سچا مرد ہی

بہادری

رباعی

یہ غرور و عشوہ و جوانی کب تک
یہ حشمت و جاہ و کامرانی کب تک
اے محوِ جہاں کی ہے سب فانی
دنیا کب تک ہے زندگانی کب تک

بے ثباتی

رباعی

جو لوگ کہ مطمئن ہیں ہر اِک غم سے بے چارہ
تاکیدِ کو سمجھے دین پیارا
ہمدرد و سہارا اس میں اپنی کوشش بار و
قسمت کو سمجھے اپنا ہی قوّتِ بازو

قسمت

قطعہ

بچہ ادیب بھی عجیب ہوتا ہے
دانی ہے نصیب ہوتا ہے
بالادب ذوق نصیب ہے جن کا
وہی حق کا حبیب ہوتا ہے

ادیب حقیر

قطعہ

مخصوص نہیں یہ راہ روزی کے لیے
مذہب کے فنون کو نہ پڑھیے یا پڑھیے
روزی کا سہارا ہے فقط رازق سے
ہرگز اسے کام ہو وہ نہ کرے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قطعہ

ایک منصف سے کہا صاحب اوصاف
کہئے ہے تحقیق کی کہئے صاف
کہتے ہیں بجا ہے کہتے اب
یہی انصاف واہ رے انصاف

قطعہ

نہیں کوئی کسی کا ہے اب دوست
نہیں کوئی بغیر مطلب دوست
ہزاروں میں سے دوست خال خال ہیں
زر پرست ہیں اس زمانے کے سب دوست

دوستی

۱۳۹

دوست کے آغوش میں ہے زہر کا جام
دوستی سے کسی کو کیا ہے کام
دشمن سے دوست بن جاتے ہیں
یقین سے دوست کا نہ لے کوئی نام

۱۴۰

دوستی کا نباہ مشکل ہے
سچ تو یہ ہے کہ نباہ مشکل ہے
دوستی کا ہے ناز بے انداز
ہے نہ ہو کوئی یہ راہ مشکل ہے

احباب کا ان کی محفل سہتا ہے ڈھنگ
بھاتا ان کے قریب ہے ابر بہار کا رنگ
پُر خوشبو ہے پھول سب ہیں نہال
ہیں ساتھ ہے دیکھ کے حسن کا رنگ

سہاگ امروں کا ان کی محل ہے چہرہ
قد و بالا میں پیکر نازک حسین
بنتی پھولوں کی دیا سے بنی
حد سے ان کے بھاؤ سے بنی ہیں

امراؤ

اے جان کرو چلو ساں رفیق
ہر آن ہے کچھ باغ میں بن نہ رفیق
بن تیرے نہ دوزان میں ساحب کے
پیغام سلام کچھ لایئے دین رفیق

اس ساحل اور سیم
ہر [illegible] سے [illegible]
[illegible] کو [illegible] دو
ہر [illegible] [illegible]

قطعہ

فرقت کا سال اور ہے ہجر کا حال

[illegible] زوال

[illegible]

[illegible] خیال

قطعہ

[illegible] بادہ و جام

[illegible] پیالہ

[illegible]

[illegible] پیالہ

مفلسی سے اب یہ دورہ ہوا
جیسے آئینہ سے بنا دست نگار
پیرہن میں ہے جیب پیرہن
جل بدن تو ہوا کی سے سلگار

مفلسی آئی تو غضب آیا
ساتھ لے کر غم و تب آیا
کوئی آ کر یوں پوچھے اب کہ کون ہو تو
گھر کہاں ہے وطن سے کب آیا

مفلسی

عالموں سے سبقت آجکل یہ سوال
چھوڑ دو تم فضول قیل و قال
کام کچھ کر دکھاؤ اب ہم کو
جاہلان کا کام اور سوال

الحاد

یہی جو مشہور ملک کے سردار
کہہ رہے ہیں یہی پکار پکار
شرع کو آؤ ہم بگاڑ دیتے ہیں
اور باتوں سے کیا اسے [illegible]

رہنمایان قوم

لکھا نہیں سال [illegible] سے کچھ اگر
نمبر دینے میں لیے ہیں کیسا پوری
بن کر [illegible] سے ساں کے
کیا کیا ہے دلوں کو ان کے اوپر

پاپے کے مقتول [illegible] کشتہ یا مقتول
ترک سے پیدا [illegible] نقول
پکے کا اسے وہ کو کر کے اپنا
سے [illegible] کی مقتول

ایسی ہے چل کہ جوں آپس کا باہم
سمجھے کوئی کہ اپنا ہے کہ سم
ایسی ہے وادی کہ پیشرب ہم
ایسا ہی تو مطلقاً ہے حرام

جو کہ زاہد میں ایسی کو رواج
صاف ہے پایا ہیں کو لوگ کریں ان
کاسہ سب ایسی سے کر نہ دیں
دل کی سب ہوں کو صاحب تاج

۳۵

علاج

علم کی حرمت ہے ... عدیم
بھی کرتا ہیں خط ... ہم
اور آئی پاس ... دریا
کیجئے ... ری [illegible]

تقدیر

[illegible] ... سمجھتے
ہم سے وہ در ابھی سمجھتے ہیں سے
دیکھا انگلش ... یورپ کا
تو جوانوں میں ... سب [illegible]

تعلیمِ یورپ کا اثر

قطعہ

اردو ہندو بھاشا سیانی بی بی
دیکھی بھالی ہیں کیا بی بی
چاہے بیٹھی ہیں ایک سٹیل پر
سر کو دیکھی بیٹھی تخت بی بی

قطعہ

گئے یورپ کو پڑھنے نور نظر
چڑھائے انجمن میں مادر اور پدر
ساتھ لائے دلہن جو گھر آئے
یعنی دل میں یہی دو ہیں تحفے جا

چھپے پر وہی آزادی سوال

۵۲

ساتھی ملی گو پیلے سے بیٹھے ہیں بادہ خواروں میں
ہوئی تھی شام گو گلشن بھی گلزاروں میں
قریب اسلام گر سمجھے یہاں مسلماں ہو کر
بیچ حیالانی کی رنگ سے سجے آثاروں میں

۵۳

بنا بیٹوں کا لقا بیٹھ سے کرتا
ملال سے جلسوں میں قدم دھرتا
بڑی لعنت ہے یہی کہ بس
اپنے بیٹے سے خوب ہم تا

رباعی

اس زمانے میں بہت ہیں ایسے فقیر
جو ہوا و ہوس میں خود ہیں اسیر
دادام سے ہے انھیں مطلب
پر زبانی سے کام خود ہیں پیر

رباعی

پیر زادے جدا ہیں پیر جدا
حال سے قال ہے فقیر جدا
جن کو دعویٰ ہے [illegible]
ان فقیروں کا ہے فقیر جدا

زمانۂ حال کے بعض پیروں کا طریق

۵۴

پیر وہ جو ہو بحرِ رشد میں غرق
ذکر کی طاریوں میں جو ہو برق
صاحبِ وحدت الشہود میں ہو
خلق و خالق میں کر سکتا ہے جو فرق

۵۵

پیر وہ ہے جو نبی کی راہ چلے
پیر وہ ہے علمِ نبی سے ہو مسلح
ہو مجاہد کہ وہ قدم بقدم
دل میں ذکرِ اللہ ہو ہر لحظہ

۵۶

ملکۂ وکٹوریہ کی پالیسی

ایسی تھی جس سے شانِ خلافت تھی

مہربانی کی تھی نظر یکساں

نہ کمی کی تھی نہ کچھ بیشی

ہر مجسٹی کوئن وکٹوریہ کا طرزِ حکومت

۵۷

راج دھانی کوئی ہو چھوٹی بڑی

کیونکہ مشکل یہ سب کو آ کے پڑی

دیکھیے کب تک یہ دن رہتا ہے

کہ ہے سرکار کی نگاہ کڑی

راجگانِ ہند کی نئی تشویش

قطعہ

گر نہیں ہند میں کوئی ناصر
ہاتھ سوا خط کے ہیں ناصر
جا بجا ہند پر کرم کی نگاہ
سب دعا گو ہیں صاحبِ ناصر

قطعہ

یہ جو ہے ہند پر عنایت شاہ
اس سے بڑھ کے نہیں ثبات سپاہ
کر گیا پائمال لشکر روسی
لے لیا ملک جبر ذرہ کی پناہ

عرض حال

رشوت

قطعہ

رشوت کا خوب ہے بازار
کیا بیچتے ہیں لوگ اس پہ ادبار
بیچیں ہیں حق کی ایسے بیچارے لوگ
بیچتے ہیں نا مراد ہی و بار

قطعہ

چوری کی تو راہ اور حسن کے گھر
روزن کی ناؤ بس ہم دونوں اس پر
چاہیے ہم اور کٹیں عذاب کو دیں
سچا ہو ڈاور نہ بید دان و بیم

کھیت والا کسان جب لایا
ہر کسی نے کھا کے دکھلایا
پہلے پیاز کی الگ سب باقی
پھر لیا دودھ بھی اور دلوایا

پھر نے میں لگا اور اُن کا اور پیرا جی
پھر وہ نکلی بیچ میں سے پانی
مال دار دل کا کر سے جو ہے پاس
سب تازہ کہیں ملی پائی

مسلمانوں کی پستی

۵۶

زور ہے آج فتنہ سازوں کا
اٹھ گیا جوش کاروان کے سازوں کا
ہم مسلمانوں میں کہاں ہے زور
چوٹ فتنہ انداز سازوں کا

اعتراض حکام

۵۵

کام ایسے تو کروں سے خوب
ورنہ تہی اور رہتے ہیں معیوب
آزادی کا اس کا علم کب ہے
اس کے ہر کام میں ہیں لکھے عیوب

[illegible]

[illegible]

٦٨

بچھو کا سا ہمیں نیش گزندہ بھی

[illegible] نہیں [illegible] بھی

[illegible] ہمیں اتنا ہے

[illegible] ہم جو بجا بھی

٦٩

[illegible] میں آج سب [illegible]

[illegible] ہیں [illegible] اوصار

[illegible] ہم [illegible]

[illegible] اور ہم [illegible]

۵ ترجمہ حدیث شریف - الذنب لا ینسی والبر لا یبلی والدیان لا یموت۔

قطعہ

بعض صاحب ہیں پالیسی میں فرد
دل میں جن کے نہیں ہے قوم کا درد
لے گئے سب خطاب اور اعزاز
ہم رہے ان کے دیکھتے ہی دل سرد

قطعہ

پیری میں اڑ گیا شباب کا رنگ
اب نہ وہ دل میں جوش ہے نہ امنگ
کشمکش میں پڑی ہے اپنی جان
نفس و شیطان سے ہو رہی ہے جنگ

رع

اے خدا کر دے غریب سامان
پیچوں کے سب پیاسے کے یاران
جل گئے داغ جل کے پڑ گئے وال
تیرے جو دو کرم سے ہیں قربان

رع

بیگانہ نگاہ سے تو بار ہوتا ہے
اور یار جفا کرے تو خار ہوتا ہے
پیشانی پر نقش کرے وہی تو یاق
پیاری قہر کرے تو یار ہوتا ہے

قطعہ

[illegible] اور صفائی دیکھیے

[illegible] کی روانی دیکھیے

[illegible] خوبیات

[illegible] دیکھیے

تمت بالخیر

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یا حضرت واہب العطایا — اے عفو کنندۂ خطایا
تو پاک ہے بے نیاز مالک — تو زندہ ہے اور سب ہیں ہالک
زیبا ہے تجھی کو ہر بڑائی — شایاں ہے تجھی کو کبریائی
تو خالق و رب دو جہاں ہے — مخلوق تری یہاں وہاں ہے
انعام کے تیرے سب ہیں محتاج — چاہے وہ گدا ہو یا ہو ذی تاج
شرکت سے ہے پاک ذات تیری — قرآن ہے سچی بات تیری
جو ملک ترا ہے جو ترا راج — ممکن ہی نہیں کہ ہووے تاراج
ہے تیری کہاں وہ راج دھانی — ملتی نہیں جس کی کچھ نشانی
شاہوں کو تجھی نے دی ہے شاہی — پیدا کیے تو نے مرغ و ماہی
پانی کو بہا دیا ہے تو نے — مٹی کو جما دیا ہے تو نے
ضو چاند نے ہی تجھی سے پائی — سورج میں چمک تجھی سے آئی
پیدا کیے تو نے لعل و گوہر — اعراض تمام اور جوہر
اجسام بسیط اور مرکب — ظاہر تری حکمتوں سے ہیں سب
کیا وصف کروں ترا زباں سے — باہر ہے تو شرح اور بیاں سے
تو ذات و صفات میں ہے یکتا — بیشک، ہر بات میں ہے یکتا
پیدا کیا تو نے مجھکو انساں — احساں پہ ترے ہزار احساں
پیری مری لے گئی جوانی — بھولی ہوئی سی ہے اک کہانی
بڈھا ہوا ناتوان و ناچار — رفتار نہ وہ رہی نہ گفتار

آنکھوں میں نہ اب وہ روشنی ہے — اب عقل میں آگئی کمی ہے
جو بال کہ مشک سے تھے کالے — وہ بنگئے روئی کے ہیں گالے
باقی نہ رہی اُمنگ دل میں — عصیاں کا ہے صرف زنگ دلمیں
آنکھوں میں لحد کی تیرگی ہے — کافور و کفن کی اک کمی ہے
گزری یہ فضول زندگانی — عصیاں میں کٹی شب جوانی
توبہ کر کر کے توڑ دینا — احکام کو تیرے چھوڑ دینا
جو کام کئے بُرے کئے ہیں — خود راہ میں کانٹے بو دیئے ہیں
ماں، باپ بھی چل بسے ہمارے — تھے جن کی دعاؤں کے سہارے
تھا جنکا مجھے بہت بھروسا — افسوس انھوں نے ساتھ چھوڑا
مرشد نہ رہے رہے نہ اوستاد — احباب رہے نہ یار دلشاد
ساتھی تھے جو ساتھ چھوڑ بیٹھے — کچھ ہیں بھی تو منھ کو موڑ بیٹھے
چھوٹے جو تھے چھوٹ جانے والے — شیشے تھے وہ ٹوٹ جانے والے
باقی تیرا ہے اب سہارا — عصیاں کی ہوں آفتوں کا مارا
اب میری دعا ہے یا الٰہی — دھو دل سے گناہ کی سیاہی
تو بخش میری سیاہکاری — یاحضرت ذوالجلال و باری
اعمال سے مرے درگزر کر — الطاف پہ اپنے تو نظر کر
تسلیم مجھے مری خطا ہے — کر عفو تو صاحب عطا ہے
ظلمت مرے دل کی دور کردے — سینہ ہے سیاہ نور کردے
دھو دے مرے دل میں جو ہے کینہ — ہر عیب سے پاک کر دے سینہ
درکار مجھے تری رضا ہے — تیری ہی رضا میں سب مزا ہے

نوٹ۔ ۷ سے لیکر ۱۲ تک اشعار مصنف کے حسب حال ہیں۔

رکھ اپنی رضا پہ مجھکو راضی — بھولوں نہ میں کا عہد ماضی
ہوں تیری رضا کا تجھ سے طالب — بر آئیں مرے دلی مطالب
ہو دل میں مرے تری محبت — حاصل ترے در دیں جو لذت
دے اپنی تلاش مجھکو سچی — ہر چیز سے ہے یہ چیز اچھی
طالب میں فلاح و خیر کا ہوں — مشتاق جناں کی سیر کا ہوں
ساقی ہوں وہاں شفیع محشر — دیں ساغر سلسبیل و کوثر
پی کر جسے آئے دل میں مستی — جاتی رہے دل سے خود پرستی
لے اپنے ہی رنگ میں مجھے رنگ — دکھلا مجھے اپنی شان کے ڈھنگ
توحید تری ہے صبغۃ اللہ — شرک و تکفیر لعنۃ اللہ
اب مجھ پہ چڑھا دے رنگ توحید — توحید کہ جس میں ہو نہ تقلید
رنگ ایسا چڑھا کہ پھر نہ چھوٹے — نکہت وہ ہو جس کی بو نہ چھوٹے
جاتی رہے ضیق شرح ہو صدر — ہو وصل کی رات لیلۃ القدر
چاہوں تجھے اور کچھ نہ چاہوں — اب ہاتھ پکڑ شکستہ پا ہوں
طالب کی ہے التجا تجھی سے — محتاجوں کی ہے دعا تجھی سے
ہر حال میں ہوں ترے حوالے — دے قرب و وصال کے پیالے
ایمان پہ کر اختتام میرا — رٹ رٹ کے مروں میں نام تیرا
مولا مرے یہ مری دعا ہے — تیرا جو رسول مجتبیٰ ہے
دنیا عقبیٰ کے ہیں جو ہادی — توحید کے واسطے منادی
اسلام کے ہیں جو ماہ تاباں — لائے جو تری طرف سے قرآں
ایمان ہم کو ملا ہے جن سے — بہتر ہیں جو سارے انس و جن سے
محبوب و حبیب ہیں جو تیرے — سردار رسول ہیں جو میرے

توریت میں جنکا نام احمد — قرآں میں لکھے گئے محمد
بھیج اُن پہ صلوٰۃ یاالٰہی — لاحد لہٗ ولا تناہی
آل واصحاب پاک نامی — ازواج مقدس و گرامی
اے میرے خدا اے حی و قایم — ان سب پہ درود بھیج دایم
ہے عرض یہ پھر مری خدایا — پکڑے ترے عرش کا ہوں پایا
مرتے جیتے ہیں جو ہمارے — دے بخشش گناہ ان کے سارے
مرشد مرے، والدین میرے — فردوس میں کر تو ان کے ڈیرے
اباجداد اور استاد — کر اُن سے مقام جنت آباد
اولاد سے ہے نشان باقی — اک صرف ہے تیری شان باقی
جاری رہے نسل مومنوں سے — پھولیں پھلیں نخل آرزو کے
پیدا جو ہوں کام کے ہوں انساں — مالک میرے ترا ہو احساں
ہیں جتنے عزیز اور احباب — وہ طفل ہوں شیخ ہوں کہ ہوں شاب
اور مومن و مومنات سارے — ہم جنکے ہیں اور جو ہمارے
اُن سب پہ رحم کر الٰہی — زندہ ہیں اور ہوئے جو راہی

اے میرے کریم و حق تعالےٰ
ہر ایک کا مرتبہ ہو اعلےٰ

مطبوعہ بلگرامی برقی پریس لکھنؤ - باہتمام وصل بلگرامی

112 ۸۹۱[illegible]۳۱۴

[illegible]

۳۲۱۸۵

Date	No.	Date	No.